# پیش لفظ

زیرِ نظر شمارہ ''تحقیق نامہ'' کے باقی شماروں کی نسبت ذرا مختلف بھی ہے اور ممتاز بھی۔ مختلف اس حوالے سے کہ اس میں شامل کیے گئے مضامین ایک مخصوص موضوع '' کلاسیکیت، جدیدیت اور معاصر ادبی رویے'' کی مختلف جہات کا تحقیقی مطالعہ پیش کرتے ہیں اور ممتاز اس لیے کہ ۲۰۱۸ء میں جی سی یونیورسٹی میں منعقد عالمی کانفرنس ان مضامین کا سرچشمہ ہے جس میں بین الاقوامی سطح پر جانے پہچانے اہل علم نے اپنے تحقیقی مقالہ جات پڑھے اور یوں ایک ہی شمارے کے لیے جید ناقدین، تخلیق کاروں اور محققین کی تحریریں یکجا ہوگئیں جو کہ معمول کے شماروں میں چاہتے ہوئے بھی ممکن نہیں ہو پاتا۔ کانفرنس میں پڑھے گئے مقالے کو معمول کے شماروں میں شامل ہونے والے مضامین کی طرح Peer view کے عمل سے گزارے گئے اور بعدازاں یہ انتخاب مرتب ہوا۔ امید ہے قارئین ادب، طالب علموں اور اساتذہ کے لیے یہ شمارہ ایک تازہ فکری جھونکے کا احساس جگائے گا۔ اس خوش گمانی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ کانفرنس میں پڑھے گئے مقالہ جات کے مندرجات بعدازاں ادبی حلقوں، رسائل، اور سیمینارز میں تسلسل سے زیرِ بحث آتے رہے اور کانفرنس کی گونج کو ادبی فضا میں ابھی تک محسوس کیا جا رہا ہے۔

کانفرنس میں سولہ سے زائد بین الاقوامی مندوبین کی شرکت کے علاوہ پاکستان کے طول وعرض سے نمائندہ اہلِ قلم کی بھرپور موجودگی کا اندازہ کانفرنس کے مختلف سیشنز پر طائرانہ نگاہ سے کیا جاسکتا ہے۔

شعبۂ اُردو جی سی یونیورسٹی، لاہور اور شعبۂ اُردو انقرہ یونیورسٹی، ترکی کے باہمی اشتراک سے عالمی اُردو کانفرنس کا افتتاحی سیشن بخاری آڈیٹوریم جی سی یونیورسٹی لاہور میں ۱۴ نومبر ۲۰۱۸ء کو صبح دس بجے منعقد ہوا۔ اِس سیشن کے مہمانِ خصوصی چیئرمین پنجاب ہائیر ایجوکیشن کمیشن، پروفیسر ڈاکٹر نظام الدین تھے جب کہ وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی لاہور، پروفیسر ڈاکٹر حسن امیر شاہ نے صدارت کے فرائض انجام دیے۔ تقریب کے آغاز میں صدرنشیں شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی لاہور پروفیسر ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی اور صدرنشیں شعبۂ اُردو انقرہ یونیورسٹی ترکی، پروفیسر ڈاکٹر آسمان بیلن اوزجان نے استقبالیہ کلمات ادا کیے اور بین الاقوامی اور ملکی مہمانوں کی آمد کا خیر مقدم کیا۔ بعدازاں اِس سیشن کے مہمانِ اعزاز پروفیسر ڈاکٹر کرسٹینا اوسٹرہیلڈ (جرمنی)، پروفیسر ڈاکٹر نوریہ بیلک (ترکی)، پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد، پروفیسر ڈاکٹر اصغر ندیم سید، پروفیسر ڈاکٹر یوسف خشک، ڈاکٹر خاقان قیومجو (سلجوق یونیورسٹی، قونیہ، ترکی) کے علاوہ ڈاکٹر علی بیات (یونیورسٹی آف تہران، ایران)، ڈاکٹر رجب درگون (قونیہ

یونیورسٹی، ترکی)، ڈاکٹر آ یکوت کشمیر (انقرہ یونیورسٹی، ترکی) نے بھی اظہارِ خیال کیا۔

دوسرا سیشن بہ عنوان ''ترکی اور اردو ادب۔ باہمی اشتراکات اور اثر پذیری'' کے عنوان سے منعقد ہوا۔ اس سیشن کی صدارت صدر نشیں شعبۂ اُردو انقرہ یونیورسٹی، ترکی پروفیسر ڈاکٹر آسمان اوز جان نے کی۔ سیشن میں مہمانِ اعزاز ڈاکٹر کیومرثی (یونیورسٹی آف تہران، ایران)، ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر عقیلہ بشیر تھے جب کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران، ڈاکٹر طارق ہاشمی، ڈاکٹر صوفیہ یوسف، ڈاکٹر اشرف کمال، ایمل سلیم (انقرہ یونیورسٹی، ترکی)، داؤت شاہباز (انقرہ یونیورسٹی ترکی) اور مہمت کمال (سلجوق یونیورسٹی، قونیہ، ترکی) نے بھی اپنے مقالات پیش کیے۔

دوسرے دن کے پہلے سیشن ''کلاسیکیت، جدیدیت اور معاصر اُردو افسانہ'' کا امتیاز وہ کلیدی خطبہ تھا جو بھارت سے تشریف لائے ہوئے ممتاز محقق، نقاد اور شاعر پروفیسر ڈاکٹر شمیم حنفی نے پیش کیا۔ اِس سیشن کے مہمانِ اعزاز پاکستان کے وہ سینئر افسانہ نگار تھے جنھوں نے اُردو افسانے کو وقار اور اعتبار بخشا۔ سیشن کی صدارت اکرام اللہ نے کی جب کہ اسد محمد خان اور مسعود اشعر نے موضوع پر اپنے اپنے انداز میں روشنی ڈالی۔ مزید اظہارِ خیال کرنے والوں میں پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد، حمید شاہد، مبین مرزا اور سرور غزالی (جرمنی) شامل تھے۔

عالمی اُردو کانفرنس کے دوسرے دن کا دوسرا سیشن کا انعقاد ''کلاسیکیت، جدیدیت اور معاصر اُردو ناول کے عنوان سے سر فضل حسین ریڈنگ روم جی سی یونیورسٹی، لاہور میں منعقد ہوا۔ اس سیشن کی صدارت کے ساتھ کلیدی خطبہ جرمنی سے تشریف لائی ہوئیں ممتاز مستشرق ڈاکٹر کرسٹینا اوسٹر ہیلڈ نے دیا۔ یہ ایک مکالماتی سیشن تھا جس کے مہمان اعزاز معروف ناول نگار مرزا اطہر بیگ تھے۔ اظہارِ خیال کرنے والوں میں پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الحسن، طاہرہ اقبال، محمد عاصم بٹ اور اختر رضا سلیمی شامل تھے۔

دوسرے دن کا تیسرا سیشن'' کلاسیکیت، جدیدیت اور معاصر اُردو تحقیق و تنقید'' کے عنوان سے سر فضلِ حسین ریڈنگ روم جی سی یونیورسٹی، لاہور میں منعقد ہوا۔ اس سیشن کی صدارت ڈاکٹر تبسم کاشمیری نے کی۔ سیشن کے مہمانانِ اعزاز معروف نقاد ڈاکٹر ناصر عباس نیّر اور ڈاکٹر قاضی عابد تھے۔ اظہارِ خیال کرنے والوں میں پروفیسر ڈاکٹر نجیب جمال، ڈاکٹر عابد سیال اور ڈاکٹر رفاقت علی شاہد تھے۔ سیشن کے اختتام پر شعبۂ اُردو جی سی یونیورسٹی، لاہور کے صدر نشیں پروفیسر ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی اور صدر نشیں شعبۂ اُردو انقرہ یونیورسٹی، ترکی پروفیسر ڈاکٹر آسمان بیلن اوز جان نے کانفرنس کے باضابطہ خاتمے کا اعلان کرتے ہوئے الوداعی کلمات کہے اور بین الاقوامی اور ملکی مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

اس کانفرنس کا امتیازی وصف یہ تھا کہ میزبانی کا شرف جی سی یونیورسٹی اور انقرہ یونیورسٹی ترکی نے مشترکہ طور پر حاصل کیا۔ کانفرنس کے افتتاحی سیشن میں دونوں یونیورسٹیوں کے شعبۂ اردو کے سربراہوں نے بڑے پرتپاک اور تخلیقی انداز میں کانفرنس کے شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ چونکہ یہ شمارہ اس کانفرنس کے لیے کی گئی ریاضت کا

ثمر ہے۔اس لیے مناسب ہے کہ افتتاحی خوش آمدیدی کلمات کو بھی اداریے کا حصہ بنایا جائے۔صدرِ شعبہ اردو جی سی یونیورسٹی لاہور ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی کے خوش آمدیدی کلمات ملاحظہ کیجیے:

’’چند سال قبل ہمارے شعبہ کے ایک قابلِ فخر طالب علم عدنان محسن نے ایک دن راہ چلتے سرسری انداز میں کہا کہ سر! جو پھول گورنمنٹ کالج میں کھلتا ہے وہ باہر نہیں کھلتا، جو دھوپ یہاں ہے وہ کہیں اور نہیں، جو سبزہ ادھر ہے وہ کہیں بھی نہیں، بارش کے جو قطرے گوتھک طرز کی اس عمارت پر گرتے ہیں وہ کہیں اور نہیں۔ پہلے پہل میں نے اس بات کو ایک نوجوان شاعر کے جذبے کا وفور سمجھا اور خاموش رہا۔ بعد میں سوچا تو معلوم ہوا کہ دراصل یہ اس ادارے کی ڈیڑھ سو سالہ روایت کی طاقت ہے کہ اس درخشاں روایت نے یہاں اس ماحول کو جنم دیا ہے کہ جس کا اشارہ کیا گیا۔آج ہم فخر سے اپنے معزز مہمانان کو کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کالج میں کھلنے والے یہ پھول آپ کا استقبال کرتے ہیں، گورنمنٹ کالج کی گوتھک طرز کی محرابوں پر جوگ کے عالم میں بیٹھے ہوئے کبوتر آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہاں پر اُگے ہوئے سحر انگیز پیپل اور برگد کے پیڑ کسی بزرگ کی مانند آپ کا ماتھا چومتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

’’آبِ حیات‘‘ سے شہرتِ عام اور بقائے دوام حاصل کرنے والے مولوی محمد حسین آزاد ’’نیرنگ خیال‘‘ کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے اس ادارے کے ہر پتّے پر خیر مقدمی کلمات لکھتے ہوئے آپ کو محسوس ہوں گے۔ پطرس بخاری کے استاد مرزا محمد سعید دہلوی کہ جن کے نام پطرس کے مضامین کا انتساب ہے، وہ آپ کی سمت بانہیں پھیلائے کھڑے ہیں، مولوی فضلِ حق کہ جن کے نام پر ایک گلی گورنمنٹ کالج کے عقب میں ہے، ان کی آنکھوں میں، خواجہ منظور حسین کی مسکراہٹ میں، صوفی تبسم کے بے تکلّفانہ انداز میں، فیض احمد فیض کی خاموشی اور زیرِ لب مسکراہٹ میں، ن۔م۔راشد کے تکلم میں آپ سب کے لیے استقبالیہ جذبات واحساسات اس فضا میں موجود ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام جب یہاں طالب علم تھے تو ان کی روح میں علم کے لیے تڑپ غیر معمولی نوعیت کی تھی۔ یہی تڑپ انہیں لائبریری میں معاصر سائنسی تحقیق کی جستجو میں لیے پھرتی تھی۔علم کے لیے ان کی یہ بے چینی اور تڑپ آپ کی راہوں میں کھڑی ہے اور دل و جان سے آپ کا استقبال کرتی ہے۔۱۹۴۹ء۔۱۹۵۰ء میں ادھر مظفر علی سید، اشفاق احمد، بانو قدسیہ، حنیف رامے، جاوید شاہین، حسن نواز گردیزی، عرش صدیقی جیسے لوگ مغرب کے سماجی علوم کا گہرا شعور لے کر وارد ہوئے۔ان کے قدموں کی چاپ اور محبت بھری چھیڑ چھاڑ آپ کا استقبال کرتی ہے۔

ابھی کل کی بات لگتی ہے کہ جب ہم یہاں پڑھا کرتے تھے۔ مال روڈ پر ایستادہ الفریڈ وولنر کے مجسّمے پر جب گرد زیادہ جم جاتی تو ظہور احمد، گلباز آفاقی، عبدالحمید بھٹہ اور ہم سب نیو ہاسٹل کی پانی کی بالٹیاں، برش، سرف لے کر نکل آتے اور اس صاحبِ علم کے مجسمے کو ایسے نہلاتے کہ کوئی ماں بھی اپنے بچے کو کیا نہلاتی ہو۔ یہ سب مل کر آپ کا استقبال کرتے ہیں۔

معزز مہمانان! گورنمنٹ کالج آپ کا استقبال کرتا ہے

صدر نشین شعبۂ اردو انقرہ یونیورسٹی، ترکی ڈاکٹر آسمان بیلن اوزجان نے خیر سگالی، علم دوستی اور خیر مقدمی جذبات کا اظہار کیا۔

''بہت سال پہلے میں نے طالب علم کی حیثیت سے لاہور میں قیام کیا تھا۔ آج اسی خوبصورت شہر میں میزبان کے طور پر آپ کے سامنے ہوں۔ اورنٹل کالج کے اتنا قریب ہونا، شاندار گورنمنٹ کالج کی چھت کے نیچے بات کرنا، میرے لیے انتہائی خوشی اور فخر کا باعث ہے۔ میں کانفرنس میں تشریف لانے والے سب لوگوں کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ آپ کی آمد نے ہمیں شرف بخشا اور حوصلہ دیا۔ اردو ادب کی پہلی کانفرنس ہمارے ملک کے خوبصورت ترین شہروں میں سے شمار ہونے والے آنتلیہ میں بہت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی تھی۔ کانفرنس کے سلسلے کو باقاعدگی سے جاری رکھنا ہمارا ہدف ہے۔ کالج یونیورسٹی شعبۂ اردو اور انقرہ یونیورسٹی شعبۂ اردو کے باہمی اِشتراک سے اور بہت ہی جوش و خروش کے ساتھ ترتیب دی گئی اس کانفرنس کا اول ترین مقصد، ادب کے ذریعے دونوں ملکوں کی ثقافتوں کے درمیان خبر رسانی دور خیر سگالی جذبات کا اظہار ہے۔ ہم اہم ترین ثقافتی قدروں کے حامل ہیں۔ انہی قدروں کو نمودار کرنے میں اور ان کو قائم رکھنے پر جو محنتیں کرنی ہیں، ان کو ہماری کانفرنسوں کے ذریعے آپس میں بانٹنا، ہمارے اہم ترین منصوبوں میں سے ہے۔ جیسے کہ ہم کو معلوم ہے، علم و ادب کی کاوشیں اگر دوسرے اور شعبۂ ہائے علوم کے اشتراکِ عمل سے وجود میں آئیں تو اور زیادہ و فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔ یہ بات میں خاص طور سے نوجوان دوستوں کو یاد دلانا چاہتی ہوں۔ علم و ادب کو، نفسیات، عمرانیات، لوک کہانی فنونِ لطیفہ جیسے معاشرتی علوم کے اصولوں اور قاعدوں سے اِستفادہ کر کے، ان میں اشتراک ہونا چاہیے۔ زبان کے توسط سے وجود پانے والا، جس کو ہم ادب کہتے ہیں، یہ سحر انگیز شاخِ فن۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ مادری زبان اور ثقافت سے پیدا ہوتا ہے۔ مگر ادیب ہمیشہ بے شک غیر ملکی ہوں یا مقامی ہوں، ادیبوں کے ترجموں کو یا اصلی تصانیف پڑھ کر جذب کرتے ہیں یا متاثر ہوتے ہیں۔ فنون میں ترغیب ہوتی ہے۔ یہ اربابِ فن ہونے کے لحاظ سے مصنف، شاعر کے لیے ایک مثبت بات ہے۔ فنون کے ایک دوسرے پر جو ترغیب و اثرات ہیں اِن کے سوا میں ایک اہم ترین اور ایک بنیادی تعلق کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ جو فن کا اَمن سے تعلق ہے یہ تعلق dialectics تعلق ہوتا ہے۔ اَمن کی relative نوعیت کے مطابق، فن کا اَمن سے تعلق تبدیل ہوتا رہا ہے۔ آج تک دونوں کے بیچ میں تبدیل نہ ہونے والا فن کی آزادی اور انسان دوستی کے خیالات سے براہ راست رشتہ ہے۔ لہذا زمانے میں امن کے راستے دکھانے والے، امن کی اصلیت سے حمایت کرنے والے فن: جمہوری، اِنساں دوستی، حقیقت پسند فن یہی ہیں۔ اولادِ آدم کا سب سے اعلیٰ ادراک بے شک اَمن ہے۔ اور اس اَمن کو انسان کے لیے سب سے یکجا کرنے والا اور مقصدِ زندگی بنانے والا فن یہی ہے۔

لہٰذا، بقول Thomas Mann ''ادب انسان دوستی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے......'' یعنی ادب کا اصل (genuine) بھی امن ہے، ادیب کی سیاست بھی امن ہے۔ مصنف و شاعر جن کے یکتا ہتھیار کاغذ و قلم

ہیں۔کیا اِن چیزوں کے بغیر اَمن کی ایک عبارت یا شعر لکھ سکتے ہیں بالکل نہیں۔مگر ادیب اپنے الفاظ، اپنے مصرعوں کو جس وقت تک متن کی صورت میں تحریر و تبدیل نہیں کرتے، کیا اُس وقت تک امن کا راستہ نہیں دکھاتے؟ عزیز مہمانان، میری خواہش اور تمنا یہ ہے کہ، ہماری یہ دوسری بین الاقوامی اردو ادب کانفرنس پاکستان کے اندر یا پاکستان سے باہر سے تشریف لانے والے ادیبوں، علمی کارکنوں، تحقیق کرنے والوں اور طالب علموں کے درمیاں قریبی اشتراک عمل پیدا کرے اور علم کی روشنی میں مختلف ثقافتوں اور تہذیبوں کی دوستی کو، اَمن کو سہارا دے!

میں اس اہم ترین کانگرس کے لیے روزِ اول سے آج تک ہماری پوری طرح مدد کرتے ہوئے، حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بہت محترم وائس چانسلر کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔جس دن جوش و خروش سے فیصلہ کیا گیا، اُسی دن سے تقریباً نو ماہ ایک جنگجو کی صورت محنت کرنے والے میرے، بہت قیمتی، بہت پیارے دوست شعبۂ اردو کے صدر ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی کا اور ان کی بہت عزیز ٹیم کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

Turkish Cooperation and Coordination Agency کے محترم صدر ڈاکٹر سردار چام، محترم رہمن نوردون اور محترمہ Oya Tütüncü کا شکریہ ادا کرنا کو اپنا فرض سمجھتی ہوں۔

اور میں انقرہ یونیورسٹی شعبۂ اردو میں جن نوجوان رفیقوں کے ساتھ کام کرتی ہوں، اس پر مجھے بہت فخر بھی ہے اور خوشی بھی۔ڈاکٹر ایکوت کشمیر، داؤت شاہباز، امیل سلیم آپ لوگوں کا بہت شکریہ، ہمیشہ میرے ساتھ دینے کا شکریہ۔اپنی موجودگی سے ہم کو شرف بخشنے والے محترم پروفیسر ڈاکٹر احمد بختیار اشرف اور میری بہت عزیز دوست پروفیسر ڈاکٹر عقیلہ بشیر صاحبہ کا ہر گام پر ساتھ دینے کے لیے بہت ممنون ہوں۔

خالد محمود سنجرانی، آسمان بیلن اوز جان

E.mail. tahqeeqnama@gcu.edu.pk

Website: http://tahqeeqnama.gcu.edu.pk